



## الْبَاحِ وَالضَّادِ عَنْ سُنَنِ الضَّادِ ۱۳

(ضاد کے طریقوں سے روکنے والے کے منہ میں لگام دینا)

مسئلہ از درجہ اولیٰ محمد اسماعیل خان ذاک خانہ لہر اسرارے مدرسہ مولوی محمد حسین صاحب

۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ان اطراف بنگالہ وغیرہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ  
حنی مجھ کو قصداً خط یا ذبحہ شہ مجاہد پڑھتے ہیں لہذا کسی کا دھڑوں کو امر کرتے ہیں اور عام عوام ہندوستان  
میں جس طرح یہ عرف اور کیا جاتا ہے جس سے بڑے دال مہل پیدا ہوتی ہے اُس سے نماز مطلقاً فاسد و باطل بتاتے  
ہیں اور اپنے دھڑوں کی سند میں اہل مذہب وغیرہ ہندیان زمانہ کے کچھ فتوے دکھاتے ہیں جن کا خلاصہ کلام و محصل پر ام  
نماز میں حنی کو مشابہ دھمیل پڑھنے پر کچھ فساد اور اُس پر ان دو وجہ سے استناد ہے۔

اَدْلًا فِی فِتْنَاوِی قَاضِی خَان :

وَلَوْ قَرَأَ الْمَطَائِنُ بِالْظَّاءِ وَالْذَّالِ لَا تَفْسُدُ	اگر المطائین کو الظائین یا الذائین پڑھا تو نماز
صَلَاتِهِ وَلَا يَفْسُدُ إِلَّا بِالسَّادِ بِالْذَّالِ	فاسد نہ ہوگی اور اگر الذائین وال کے ساتھ پڑھا
تَفْسُدُ	تو فاسد ہو جائے گی۔ (د)

ثانیاً خدا و شاہرہ ظاہر کے دال کے بیان خدا و دال کے صفات کا فرق ہے جب خدا و دال میں صورت  
تغایر ہے تو فصل ان میں بوضاحت ممکن۔

فقرنی نودہ کی عبارت یوں ہے، ایسی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی کہ خدا و دال دو حرف متغایر یعنی  
ہیں جن میں امتیاز بوضاحت ممکن اور ایسی صورت میں فقہاء فساد نماز کو لکھتے ہیں شامی میں ہے:

اذا ذکر حرفاً مکاناً معروف و غیر المعنی انت  
بجانب کسی حرف کی جگہ دو سرا بولا جائے اور معنی بدل جائے  
اگر ان کے درمیان امتیاز بغیر مشقت کے ممکن ہو  
تو نماز فاسد اور اگر امتیاز بغیر مشقت ممکن ہو جیسا کہ  
ظاہر خدا کا معاملہ ہے، تو اکثر علماء نے کہا ہے  
کہ نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ت)

پانچ فتوؤں کا حاصل تو صرف اس قدر ہے اور ایک معنی پانچویں میں اتنا بیان اور ہے کہ ظالین پڑھنا بھی  
غلط ہے لیکن چونکہ ان میں تشابہ صوری ہے اور امتیاز متضمن اکثر فقہاء کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن قہر  
یہاں بھی مقصد ہے، یہی مذہب مختار ہے کما فی السبازاریۃ (جیسا کہ نازیہ میں ہے۔ ت) ان فتوؤں کا  
کیا حال ہے امید ان لوگوں کے موافق و موید ہیں یا نہیں اور جو لوگ اس پر کاتھری اور ضعیف سمجھ کر پڑھیں مگر  
جو ہم قدرت صاف ادا نہ ہو اور سننے میں دال سے مشابہ ہو تو ان کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اور جو قصاص  
کو نہ پڑھے اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اور ہنگام تغیر حرف و تفاوت معنی میں جو حکم فساد ہے وہ صرف  
خ و د و ظ ہی سے خاص ہے یا باقی حروف کل (ح، ط، س، ث، ص، ح، کا  
کو بھی عام ہے اگر عام ہے تو آگے کل یہ جگہ اسی حرف میں کیوں ہے جواب مختصر ہو کہ حوام مطول کو نہیں  
پڑھتے۔ بیضا تو جہدوا

## الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي نزل سبيل الرشاد عن تعريف كل صاذا واعد بالعباد من حاد  
وفساد والصلوة والسلام على نكرهم الجواد على مولى العباد مولى العباد و آله الاسياد و  
صحبہ الامجاد ما اعلنت الصاد واجمعت الضاد كشت صواب واليصاد جواب کو چند محل سے ملے  
سے روا المختار مطلب مسائل زلزۃ القاری مطبوعہ مطبعۃ البابي مصر ۱/ ۴۶۸

طوطا ہیں،

**اول** ضیظہ نہی مجاہد سب حروف قبا نہ متنازہ ہیں ان میں کسی کو دوسرے سے تلاوت قرآن میں قصداً بدلنا اس کی جگہ اسے پڑھنا نمازیں ہو غواہ بیرونی نماز حرام قطعی و گناہ عظیم، انفرادی علی اللہ و توفیق کتاب کریم ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ فہم الزاد لہودہ الضاد میں اس پر دلائل قاہرہ باہر وقام کئے ہیں یہاں تک کہ امام اجل ابو بکر محمد بن الفضل فضل و امام برہان الدین محمد صاحب ذخیرہ وغیرہ و علامہ علی قاری مکی رحمہ اللہ تعالیٰ تصریح فرماتے ہیں کہ قصداً ضیظہ کی جگہ ظ پڑھے کا فر ہے، محیط برہانی میں ہے۔

سئل الامام الفضل عن یقرأ الضاد  
المعجزة مکان الضاد المعجزة او یحذف  
العکس فقال لا یجوز اما متہ ولو تعدد  
یکفر بک (ملخصاً)

امام فضل سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو  
نے ضاد کی جگہ ظ یا غ یا ک کی جگہ ضاد پڑھا کر فسار دیا  
اس کی امامت جائز نہیں اور اگر اس نے قصداً  
ایسا کیا تو یہ کفر ہے۔ (ت)

منع الرض الذہری میں ہے: اما کون تعدد کفر فلا حلا فیه (عمداً ایسا کرنا کفر ہے)  
اس میں کوئی شک نہیں۔ (ت) عالمگیری میں ضیظہ کی جگہ نہی عمداً پڑھنے کو کفر کھا  
جہاں یہ ہے سوال یہ کیا گیا کہ کوئی ضاد کی جگہ ز اور  
اصحاب الناس کی جگہ اصحاب الجنة پڑھے تو  
کیا حکم ہے؟ فرمایا اس کی امامت جائز نہیں  
اور اگر اس نے ایسا عمداً کیا تو اسے کافر قرار  
دیا جائے گا اور اس فتاویٰ کے ہندوستانی نسخہ  
میں ضاد اور نصری میں صاد ہے اور ان دونوں کا  
احتمال ہے حکم ایک ہی ہوگا اس میں کوئی فرق  
نہیں آئے گا۔ (ت)

جیٹ قال سئل عن یقرأ الضاد مقام  
الضاد وقرأ اصحاب الجنة مقام اصحاب  
الناس قال لا یجوز اما متہ ولو تعدد  
یکفر بک فی النسخة الهندیة الضاد  
المعجزة فی المصنوعة العباد وکلاهما  
محتمل والحکم واحد لا یتبدل۔

اس طائفہ حادثہ کا حکم تو یہی ہے ظاہر ہو گیا۔

سئل من الرض الذہری شرح فقہ اکبر، بحوالہ محیط فصل فی القراءة والصلوة مطبوعہ مطبع قیومی کانپور ص ۲۰۵  
سئل من الرض الذہری شرح فقہ اکبر فصل فی القراءة والصلوة مطبوعہ مطبع قیومی کانپور ص ۲۰۵  
سئل فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتب مطبوعہ نوبانی کتب خانہ پشاور ۲۸۱/۲

ووم قادی سے بے قصد تبدیل اگر ضعیف و بیکار عین دہوا تو اس پر مطلقاً فساد نماز کا حکم  
غلط و فاسد ہے۔ حجرت امام قاضی میں اگر ذکر ہے تو صرف ایک لفظ کا ذکر پر بنا سے تباہ صورت و سہولت  
تیسرے علم مطلق پختہ کرام کا اصل مذہب یعنی مذہب امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جاہلہ حقیقی نے اُن کی  
تصحیح کی اس پر اعتماد فرمایا خود واضح و آشکار کہ اس میں صرف صلاح و فساد معنی پر بنائے کار تو جہاں  
ض کی جگہ دہرے جانے سے معنی نہ بگڑیں فساد ہرگز نہ ہوگا

مثل افسید و ایتھین معنی العن والافحام  
فی قوله تعالیٰ افیضوا علینا من الماء  
ومثل اکواب مودوعة موضع موضوعة  
ورادیة مریدیة مکان مرادیة مروضیة  
کما بینا فی لعم الزاد۔

یہ علمائے متاخرین کہ حرام کی ہر آسانی کے لئے عسر و یسر تمیز کا لحاظ رکھتے ہیں کیا آسانی تمیز کی حالت  
میں مطلقاً محرم فساد ہیں گے اگرچہ معنی معتبرہ ہوں یہ اصل مذہب سے آسانی ہوئی یا اور شدت و گرانی  
نہیں، ان کا حکم قطعاً اس صورت میں مقصور جہاں معنی بگڑیں اور ان دونوں میں تمیز آسان ہو رہی دیکھنے والے  
اگر کلمات علما پر نظر رکھتے اس امر کے لغوی واضح ہے، یہی امام اجل قاضی خان اپنے اس فتاویٰ میں  
فرماتے ہیں،

اذا اخطأ، یذاکر حرف مکان حرف فی کلمة ولو  
یتغیر المعنی بان قرأ ان المسلمون  
ان الظالمون، ما شیه ذلک لیس تفسد  
صلوٰتہ لانه لا یتغیر المعنی، و ان  
ذکر حرفا مکان حرف و غیر المعنی فانت  
امکن التفصیل بین الحرفین من غیر  
مشقة کالطاء مع الصاد فقراء  
الطالحات مکان الصلوات تفسد  
صلوٰتہ عند النحل وان کان لا یسکو

جب غلطاً ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف ایک کلمہ میں پڑ جائے  
لیکن معنی میں تبدیلی واقع نہ ہو کی مثلاً ان المسلمون  
الظالمون اور ان الظالمون اس کی طرح دیگر مقامات  
تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اس سے معنی متغیر نہیں  
ہوتا اور اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑنے سے  
معنی میں تبدیلی آجائے تو اگر دونوں حرفوں کے  
درمیان بغیر مشقت کے امتیاز ممکن تھا جیسے طاء  
اور صاد یعنی صالحات کی جگہ طالحات پڑھا  
تو تمام کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر

الفصل بین الحرفین الایمشقة قال اکثرهم  
لا تقصد صلوته آه مختصرا۔  
دونوں حرفوں کے درمیان مشقت کے بغیر امتیاز  
نہ ہوگی اور اختصار۔ (ت)

اسی طرح قنّادی ہندیہ میں قنّادی خانیر سے منقول ابن امیر الحاج علیہ شرح غیہ میں فرماتے ہیں  
فی الخانیة والخلاصة انه ان لم يتغير المعنى  
جائز مطلقا وان تغير المعنى فانت له  
يشق التمييز بين الحرفين قصدت عند  
النقل وان شق فاکثر هو لا تقصد۔  
خانیہ اور خلاصہ میں ہے اگر معنی میں تبدیلی نہیں آئی  
تو نماز (مطلقاً) ہر حال میں جائز، اولاً اگر معنی  
میں تبدیلی آجائے تو اب ان دونوں حروف کے  
درمیان امتیاز مشکل نہیں تو تمام کے نزدیک نماز  
فاسد، اور اگر امتیاز میں مشقت ہے تو اکثر کے  
 نزدیک فاسد نہ ہوگی۔ (ت)

سوم قطع نظر اس سے کہ دال و مشابہ دال میں فرق بدیہی دھڑی میں یہ تھا اور سند میں وہ۔ اور  
قطع نظر اس سے کہ عبارت غلام میں اگر دال مہملہ ہے تو مستدل کے صریح خلاف اور مجہر ہے تو مہملہ کا ذکر اصلاً  
نہیں، تو سند دھڑی سے بے ملاقات ہیں عبارت قاضی خاں سے بحث کرنی ہے جس سے فتویٰ نہ وہ سنے  
بھی استناد کیا اس عبارت میں دال و ذال کے صوفہ اسماء لکھے ہیں انہیں صفت مہملہ و مجہر سے مقید نہ فرمایا اور  
نقول خصوصاً مطالب میں قاطعاً کافیر کوئی نئی بات نہیں مگر علامہ محقق ابراہیم علی نے بغیر شرح غیہ اور علامہ محقق ملا علی قاری  
نکلی نے مع فکر یہ شرح مقدمہ جزیرہ میں یہی عبارت قاضی خاں بتصریح اہمال و اجماع نقل فرمائی جس میں مراد مذکور کہ  
ضالین کی جگہ دالین پر دال مہملہ پڑے تو نماز نہ جائے گی اور دالین پر ذال مجہر پڑے تو جائی رہے گی، اولیٰ نے  
فرمایا ہے،

هذا الفصل وهو ابدال احسن هذه الاحرف  
الثلاثة اعني الضاد والظاء والذال من غير  
فلنورد ما ذكره في قنّادی قاضی خاں من هذه  
التفصيل قرأ ولا الضالین بالظاء المعجمة  
او الذال المهملة لا تقصد لوجود لفظهما  
من قنّادی قاضی خاں فصل فی قرأة القرآن تطال  
سنة حلیہ شرح غیہ المصلی  
اس کی تفصیل یہ ہے کہ ان تین حروف یعنی ضاد، ظاء  
اور ذال کو کسی دوسرے حرف سے تبدیل کر کے پڑھنا  
اس سلسلہ میں قنّادی قاضی خاں میں جو کہ بیان ہوا  
اس کا منقریب ہم تذکرہ کرتے ہیں اگر ضالین کی جگہ  
ظالین آجائے یا دالین آجائے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ ان  
مطلوبہ ذکر شود کھنڈو  
۹۸/۱

فی القرآن و قرب المصنف و لو قرأ بالذال المعجمة تفسد بعد معناه منقطعاً۔  
 دونوں کا وجود قرآن میں ہے اور معنی بھی قریب ہی ہے  
 اور اگر ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہوگی  
 کیونکہ اس کے معنی میں بعد ہے (مفسر دست)

ثانی نے فرمایا،

فی فتاویٰ قاضی خان ان قرأ غیر المضمبوب بالطاء او بالذال تفسد صلاته ولا الضالین بالظاء المعجمة او الذال المهملة لا تفسد ولو بالذال المعجمة تفسد۔  
 فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر کسی نے غیر المضمبوب کو  
 ظا یا ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور  
 ولا الضالین کو ظا یا ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز  
 فاسد نہ ہوگی اگر ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد  
 ہو جائے گی۔ (دست)

اب اس سے استناد کرنے والے دیکھیں کہ جہارت قاضی خان ان دونوں اکابر کی فعل پر ان کے صریح مخالفت و  
 عکس مراد ہے، نہ وہ کا واراقہ اپنا مبلغ علم دکھائے ورنہ تحقیق باطل و نتیجہ بازخ کے لئے کچھ اللہ تعالیٰ  
 فقیر کا سالہ نعم الزاد ہے۔

چہارم ض و ط میں دشواری تیز اس طائفہ حادثہ کو اسٹیفید ہیں وہ ایک گروہ متاخرین کے نزدیک  
 ہنگام لغزش و غطابیل آسانی ہے نہ کہ عاذ اللہ قصداً تبدیل کلام اللہ کی دستاویز جز بالقدح مضمبوب کی جگہ  
 مضمبوب، مخذوب، مغزوب پڑھے اس کی نماز جو شبہ فاسد اور وہ پڑھنے والے مضمبوب و منسحب، تو یہ سب  
 فتویٰ اس کے حق میں بیکار و نامرید۔ علامہ طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں،

محل الاختلاف فی الخطا والنسیان احسا  
 فی العمد تفسد یہ مطلقاً بالاقفا۔ اذا  
 کان مما یفسد الصلاة اما اذا کان ثناء  
 فلا یفسد ولو تعدد ذلك افادة اجاب  
 الحاج بیکہ  
 محل اختلاف خطا و نسیان کی صورت میں ہے، اور یا  
 عدا کا معطر تو اس صورت میں مطلقاً بالاقفا  
 نماز فاسد ہوگی بشرطیکہ وہ ایسی قرأت میں ہو جس  
 سے نماز فاسد ہو سکتی ہو اور اگر ایسا معطر ثناء میں ہو  
 تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ عدا ہو، ابن امیر الحاج نے اس طرح بیان کیا ہے۔ (دست)

سہ غنیۃ المستی شرح نیت اصلی فصل فی احکام زلۃ القاری  
 سہ المنع الفکرۃ شرع مقدس جزیۃ باب التحذیرات  
 سہ حاشیۃ الطحاوی علی المراقی باب ما یفسد الصلوة  
 مطبوعہ سبیل اکیڈمی لاہور  
 تجارت الکتاب بیچی  
 نور محمد کتب خانہ کوچی  
 ص ۷۸  
 ص ۳۳  
 ص ۱۸۹

علیہ میں ہے،

ثم ما سئل عن الخلاف من التمسك  
والتأخير في هذا على ما في الخاتمة فينبغي  
ان يكون محله ما اذا لم يتعمد فتيه له.

پھر اس مسئلہ میں ہم معتدین و متاخرین کا بڑا اختلاف  
خاتمہ کے سوال سے بیان کریں گے اس کا محل و  
مقام اسی صورت میں ہے جو عمدہ نہ ہو تو اس پر  
توجہ کرنا (ت)

پانچویں فتویٰ کی عبارت سوال میں مذکور اس میں تو حرامہ تعدد پر حکم فساد مسطور، پھر اسے مفید سمجھنا  
کس قدر عقل و فہم سے دور، اس خاص جزئیہ کی عبارتیں بکثرت ہیں علیہ میں خزائنہ الفسادی و غیرہ کے بقول،  
غير المغضوب بالظواهر والظالمين بالذال او  
بالضاد قال بعضهم لا تفسد هم ابو القاسم  
انصافا ومحمد بن سلمة وكثير من  
المشائخ افتوا به لعموم البلوى فان  
العوام لا يعرفون مخاصم الجور  
وقال الامام ابو المحسن والقاضي الامام  
ابو حامد ان تعميد ذلك تفسد وان جرى  
على لسانه او لم يكن ممن يميز بين  
المحرمين لا تفسد وهو المختار.

یہ ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی ان کے اسما یہ ہیں  
ابو القاسم انصاف، محمد بن سلمہ اور متعدد و مشائخ نے  
عموم بلوی کی وجہ سے اسی پر فتویٰ دیا ہے کیونکہ عوام  
مخارج حروف سے آگاہ نہیں ہوتے اور امام  
ابو المحسن اور قاضی امام ابو حامد نے کہا اگر ایسا عمدہ  
کیا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر زبان پر از خود جاری  
ہو گیا یا دونوں حروف میں امتیاز کرنے والا نہیں  
تو نماز فاسد نہ ہوگی اور یہی مختار ہے۔ (ت)

اسی میں خزائنہ الاکمل سے ہے،

اذا قرأ مكان الظاء ضادا او مكان الضاد  
ظاء فقال القاضي المحسن الاحسن  
ان يقال ان تعميد ذلك تبطل صلاته حالما  
كان او جاهلا اما لو كان مخطئا اراد المصوت

جب کسی نے ظاء کی ضاد یا ضاد کی جگہ ظاء پڑھا تو قاضی  
محسن نے کہا احسن یہ ہے کہ اگر اس نے عمدہ ایسا کیا  
تو کہا جائے کہ نماز باطل ہے خواہ وہ عالم ہو یا  
جاہل، لیکن اگر غلط ایسا ہو یعنی درست پڑھنے

لہ علیہ النبی شرح غیۃ المصلی  
لکھ الضاء



قجری ہذا علی لسانہ اولو یکن منو یسمیز  
بین المحرفین فظن انہ ادى الکلمۃ کما صح  
فقطر جائزت صلوتہ و هو قول محمد بن  
مقاتل و بہ کان یفتی الشیخ اسمعیل الزاهد  
و هو احسن لان السنۃ الاکراہ و اهل السواد  
و اکثر ائمتہ غیر طائفتہ فی مخارج ہذا  
المحروف و فی ذلک حرج عظیم و الظاہر  
ان ہذا مجمل ما فی جمیع الفتاویٰ.

اقول انما یثیر الی اطلاق الفساد  
فی العمدانہ مطمح انظار ہم جمیعاً  
والا فاطلاق عدمہ فی الخطاء لا یمکن  
ان یجمل علیہ ما فی جمیع الفتاویٰ فان  
منہم من یفصل بعسر الفصل و منہم من  
یفرق بقریب مخرج -  
غیر میں ہے :

امّا اذا قرأ ما کان الذال ظاء او مکات  
انضاد ظاء او علی القلب فتفسد صلوتہ  
وعلیہ اکثر الائمۃ و روی عن محمد بن  
سلمۃ رحمہ اللہ تعالیٰ انہا لا تفسد  
لان العجم لا یمیزون بین ہذا الحروف  
وکان القاضی الامام الشہید المحسن  
یقول الاحسن فیہ ان یقول ان جبری

کا ارادہ تھا مگر زبان پر از خود جاری ہو گیا یا وہ ان دونوں  
حرفوں میں امتیاز نہ کرنے والا ہو اور اس کا گمان یہی  
ہو کہ اس نے کلمہ صحیح لو کیا ہے لیکن وہ حقیقت غلطاً  
تو اس کی نماز ہو جائیگی، یہی محمد بن مقاتل کا قول ہے  
اور شیخ اسمعیل الزاہد نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور  
یہی احسن ہے کیونکہ کرد، عراقی اور ترکی لوگوں کی  
زبانیں ان حروف کی صحیح ادائیگی پر قادر نہیں اور اس  
میں بہت تنگی ہے، اور ظاہر یہی ہے کہ تمام  
فتاویٰ جات کی گفتگو کا اجمال بھی یہی ہے۔ (دست)  
میں کہتا ہوں یہ جو مطلقاً فساد کی طرف اشارہ  
ہے یہ قصد کی صورت میں ہے کیونکہ ان تمام کی آراء  
کا ملکی ہے نہ فساد کی مشرتہ میں عدم فساد کا اطلاق ہوگا اور اس  
پر ان کے کلام کو دلیل نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بعض ان  
میں سے عسر امتیاز کے ساتھ اور بعض قریب فرق  
کی بنا پر فرق کرتے ہیں۔ (دست)

جب کسی نے ذال کی جگہ ظاء یا ضاد کی جگہ ظاء یا  
اس کا عکس کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور  
اکثر ائمہ اسی پر ہیں۔ محمد بن سلیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے  
مروی ہے کہ نماز فاسد ہوگی کیونکہ عجمی لوگ ان  
حروف میں امتیاز نہیں کر سکتے، اور قاضی امام  
الشہید المحسن فرمایا کرتے تھے کہ اس میں یہ ہے کہ  
یہ کہا جائے کہ اگر زبان پر اس طرح از خود جاری ہو گیا

عن لسانہ ولعلیکن صمیمہ زافی تر جمہ انہ  
ادی الکلمۃ علی وجہہا لا تقصد وکذا  
روی عن محمد بن عقیل والشیخ الامام  
سما عیل المزاهد

اور وہ امتیاز کرنے والا نہ تھا اور اس کا گمان یہی  
تھا کہ اس نے کلمہ کو صحیح طور پر ادا کیا ہے تو نماز فاسد  
نہ ہوگی، محمد بن عقیل اور شیخ امام اسماعیل الزاہد  
سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (ت)

بزازیر میں و بارۃ منقوب و ذالین و ظالین ہے

قال القاضی ابو الحسن والقاضی ابو عیسا  
ان تعدد فساد وان جری علی لسانہ اذ کان  
لا یعرف التمییز لا یفسد وهو اعسلی  
الاقاویل وهو المختار

قاضی ابراہیم اور قاضی ابو عیسا معصوم نے کہا کہ اگر  
ایسا عذر کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر زبان  
پر از خود اس طرح جاری ہو گیا یا وہ امتیاز نہ  
کر سکتا تھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور یہ تمام اقوال  
میں معتدل ہے اور یہی مختار ہے۔ (ت)

اسی طرح ہندیہ میں اس سے منقول۔

اقول والظاہر ان هذه  
الاعتیارات ترجع الی شق الجواز عند  
الخطأ اما الفساد عند الحمد فیسبغ  
الاتفاق علیہ کما تقدم ما یفیدہ  
المعلیۃ والنصویح بہ عن الطحطاوی  
وهو معنی استظهار الاکمل انه معجل  
ما فی جمیع الفتاوی کیف واذا جعلوا التعمد  
من الرادۃ فمابقاء الصلوۃ هذا واضع  
جیداً

اقول (میں کہتا ہوں) ظاہر یہ ہے  
کہ تمام اختلافات میں مختار اقوال جواز کی طرف اسی  
صورت میں راجع ہوتے ہیں جب ایسا معاملہ  
خطا واقع ہو رہا معاملہ عمدہ کا تو اس صورت  
میں فساد نماز پر اتفاق ہے جیسا کہ علیہ کے حوالے  
سے افادہ کے طور پر گزرا۔ اور خطا و عمدہ کی تصریح  
بخاری اور اکمل کا بطور استظهار کرنا کو تمام فتاویٰ ہند  
کا مطلب یہی ہے "کا معنی بھی یہی ہے اور یہ کیسے نہ ہو  
حالانکہ انہوں نے عمدہ ایسا کرنے سے ارشاد کا  
حکم دیکھا ہے تو نماز کے باقی رہنے کا کیا معنی! اور  
یہ نہایت ہی واضح ہے۔ (ت)

چونکہ ضاد و دال میں فرق صفات کا ذکر نہ ہو فضل اور عمل بحث سے بیکر معزول، متقدمین کا مسلک معلوم ہے کہ ان کے یہاں تشابہ و عدم تشابہ پر اصرار نظر نہیں اور متاخرین قرب قرین یا عمر تیز پر لحاظ کرتے ہیں صفات سے انہیں بھی بحث نہیں نہ صفات خواہی نہ خواہی آسانی تیز کو مستلزم نہ ان کا تشابہ و دشواری پر حاکم ط معلوم دال معلوم سے سوائے الہاق کے کچھ فرق نہیں اور فرق تیز کی آسانی میں اور تاسے شتہ سے متعدد صفات میں تباین تام اور دشواری فصل منصوص اعلیٰ ط مجرورہ و مستطیلہ مطبقہ قطعہ ہے اور ت مہور مستطیلہ منضوبہ بے قطعہ غایہ و خلاصہ و حلیمہ و ہندیہ و رد المحتار وغیرہ میں ہے۔

ان کا نہ لایمکن الفصل بین الحروفین الا اگر دوحوں کے درمیان مشقت کے بغیر امتیاز ممکن بمشقة کا نظام مع التآدیر۔  
نہ ہو جیسے طار اور تار الا (ت)۔

شرح جزیریہ میں ہے،

قال السمرقانی وغیرہ لولا الالطابق لعمارت الطاء والا لانه لیس بینہما فرق الا  
دہائی وغیرہ کہتا ہے کہ اگر الہاق نہ ہو تو طاء۔  
دال ہو جائے گی اس لئے کہ الہاق کے علاوہ  
ان دوحوں کے درمیان کوئی فرق ہی نہیں۔ (ت)

ششم فتویٰ مذکور کہ ضاد و دال دوح حرف متساویٰ لمسی عجیب الفاظ متضار المعنی ہیں اگر کسی مراد تو ان کے لئے معنی کہاں، مجملہ بتائیے تو کہ مجرد حرف ہونے کے کیا معنی ہوتے، اور اگر اسامہ مقعڑ یعنی حدود دال تو نہ دوح حرف نہ ان میں معال، شاید یہ کہنا چاہا اور کہنا نہ آیا کہ ض و د دوح حرف ہوا گاہہ جن کسی کے ہیں ان کا تیز معنی کے لئے مستلزم تقابلی معنی فی البطن اگر مقصود بھی ہوں تو اولاً اسباق منوع ثانیاً ہر تیز پر تیز کو فساد و فحش و کفر و ضالین و دالین میں کس قدر تقابلی معنی ہے مگر محقق جلی نے تیز نہ مانا و ہذا بیدار ہتہ غنی عن ابانہ (ریات بدیہ ہونے کی وجہ سے محتاج بیان نہیں)۔

ہفتم دوحوں میں تقابلی صورت ہرگز سب کے لئے سہولت تیز کو مستلزم نہیں ح و خ کی آوازیں کتنی بڑا ہیں مگر ترک کو ان میں تیز سخت دشوار۔ غنیہ میں ہے،

ذکر محمد بن الفضل فی فتاواہ ان الترتیب محمد بن فضل نے اپنے فتاویٰ میں تحریر کیا کہ ترک دو گونہ کیلئے لایمکنہ اقامۃ الحاء الایمشقة آلا۔  
حاکم ادائیگی مشقت کے بغیر ممکن نہیں الا (ت)۔

نہ و الحار مطلب مسائل زلہ القاری مطبوعہ مصطفیٰ الباقی مصر ۱/ ۲۶  
سہ الخ الکبریٰ شرح المقدس الجزیریہ مطلب بیان ان الاسان علی ابدۃ اقسام مطبوعہ تہذیب کتب علی علمیں ص ۱۵  
سہ غنیۃ المستملی شرح غنیۃ المعصل فصل فی احکام زلہ القاری مطبوعہ سبیل الیہ علی لاہور ص ۸۶-۸۸

ان سے زیادہ ہمزہ وقف کی آوازوں کا تباہی ہے مگر علامہ عثمانی فرماتے ہیں ہمارے زمانے کے عوام پر ان میں تمیز کمال مشکل ہے۔ رد المحتار میں ہے ،

فی المتعاضد خاتمة اذا لم يكن بين الحرفين اتحاد الصخر ولا قرينة الا انه فيه بلوى العامة كالذال مكان العباد والظاء مكان الضد ولا تفسد عند بعض المتأخرين قلت فينبغي على هذا عدم الفساد في ابدال الظاء ههنا حكما هو لغة عوام زماننا فانهم لا يميزون بينهما ولعلهم عبيد جديد الخ كالذال مع الزاء وهذا كله قول المتأخرين بلوى

تساویہ میں ہے جب دو حرفوں کے درمیان اتحاد خرق نہ ہو اور نہ ہی قرب مخرج ہو مگر اس صورت میں ضرورت عامہ ہو مثلاً صاد کی جگہ ذال یا ضا کی جگہ ظاء پڑھا تو بعض مشائخ کے نزدیک نماز غاصد نہ ہوگی اور میں کہتا ہوں اس بنا پر قاف کو ہمزہ کے ساتھ پڑھتے ہیں جیسا کہ چاہئے نہانے کے عوام کی زبان ہے بھی فساد نہیں ہونا چاہیے کیونکہ وہ ان دونوں کے درمیان امتیاز نہیں کر سکتے جیسے ذال اور زاء کے درمیان فرق کرنا ان پر نہایت ہی دشوار و مشکل ہے ، یہ تمام متاخرین کے قول پر ہے اور باختصار (ت)

ای عبارات سے واضح ہوا کہ دشواری تمیز میں ہر قوم کے لئے اس کا حال معتبر ہے۔ قرب مخرج یا تشابہ وغیرہ کو ضرور نہیں تو عوام ہند اگر حض و د میں تمیز پر قادر نہیں تو وہ ان کے لئے اسی مشقت فصل کی فصل میں ہیں جس میں ض و ظ و ت و ط کا شمار ہوا اب عبارت عثمانی منقولہ فتویٰ ندوہ اور اس کے مثل تمام عبارات بحث سے معض بیگانہ بلکہ استناد کرنے والوں کے صریح خلاف مراد ہوں گی اور دالین پر بطور متاخرین حکم جواز دیا جائے گا اور قصداً مضطرب پڑھنے والے پر باتفاق متقدمین و متاخرین حکم بطلان نماز۔

ہشتم یہاں تک مدارک اپنائے عصر پر کلام تھا مگر جانب برادر عربی عبارت میں جن غلطی کا ترجمہ کیا اور بات ہے اور مقاصد و مراد و مراد علامتے اعلام تک رسائی اور سے

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشہ خدائے بخشندہ

مشقت جس سے فتویٰ ندوہ نے استناد کیا اس بحث سوال سے اصلاً متعلق ہی نہیں علماء رکاوہ قوی صورت

خطا و زلت میں ہے کہ فزیشی زبان سے باوصف قدرت ایک حرف کی جگہ دوسرا نکل جائے اور یہاں صاف صورت  
بجڑ ہے کہ یہ ظالمین یا اس کے مشابہہ الین پڑھنے والے ہرگز اسے حق پر قادر نہیں جس طرح قرآنہ کا کل و  
حلیہ کی عبارت گزری کہ

ان السنة الاكرواد واهل السواد والا تراك  
غيره ثمة في مخارج هذه الحروف  
قادی امام قاضی خان وغیرہ کی عبارت اور گزری کہ اس قول کو اذا خطا ینذکر حروف حکاوت  
حروف (یعنی اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف خطا زبان سے نکل گیا۔ ت) میں ذکر فرمایا اب محقق علی الاعلاق  
کا ارشاد اجل و اجلے سینے، کتب میں فرماتے ہیں،

اعمال الحروف فاذا اخرج حروفها مكان غير ما  
خطبوا واما بجزا فالاول ان لا تغير المعنى  
لا تقصد ان غير فسدت فالتبعة في عدم  
الفساد عدم تغير المعنى ، و حاصل هذا  
ان كان الفصل بلا مشقة فسد و ان  
كان بمشقة قيل فسد و اكثر هو لا تقصد  
هذا على رأي هؤلاء المشايخ ، ثم لم  
تنضبط فروعههم فاورد في الخلاصة ما ظاهره  
التناقض لعل على فالا في قول المتقدمين  
والثاني وهو الا قاصه بجزا كالحم ، لله  
الرحمن الرحيم بالها ، فيها العدد بالهبة  
العدد بالسين ان كان يجهل الفيل و  
النهار في تصحيحه ولا يقد ففصلوته  
جائزة و لو ترك جهده ففاسدة ولا

رہا معاملہ حروف کا ، تو سبب ایک حرف کو کسی دوسرے  
حرف کی جگہ رکھ دیا جائے تو یہ خطا نہ ہو گیا بجزا ،  
پہل صورت میں اگر معنی نہیں بدلاتو نماز فاسد  
نہیں ہوگی اور اگر معنی بدل گیا ہو تو نماز فاسد  
ہو جائے گی پس نماز کے عدم فساد میں معنی کے  
تبدیل نہ ہونے کا اعتبار ہے ، اس کلام کا حاصل  
یہ ہے کہ اگر حروف میں اختیار بغیر مشقت کے  
ممکن ہو تو نماز فاسد ہوگی اور اگر اس میں مشقت  
ہو تو بعض نے کہا نماز فاسد ہوگی لیکن اکثر کے  
نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی ، یہ ان مشائخ کی رائے  
کے مطابق ہے ، پھر ان کی تمام فروعات و جزئیات  
کو منضبط نہیں ، پس غلام حسین ایسی چیز کو وارث  
کیا گیا ہے جو بظاہر صاحب غور و فکر کے ہل نہ لاتی ہے،  
پس متقدمین کا قول اولیٰ ہے اور دوسری صورت

لے علیہ الملئ بشرع نیۃ الصل

نگہ قادی قاضی خان فصل فی قرآۃ القرآن خطاۃ الا مطبوعہ ذکشرنگینو ۲۸/۱

یسعہ ۱۱ یتک فی باقی حصہ آہ مختصرا۔ کہ یہ عمل مجزا، ہر شفعہ الحمد للہ، الرحمن الرحیم میں

ہا کے ساتھ، احوذ فیہ وال کے ساتھ اور الصل میں سین کے ساتھ پڑھتا ہے، اس صورت میں اگر اس نے  
تقصیر کے لئے شب و روز محنت کی اور قادر نہ ہو سکا تو اس کی نماز درست ہوگی اور اگر بعد و جہد ترک کر دی تو نماز  
فاسد ہوگی اور اس کے لئے باقی عمر میں جہد و جہد کو ترک کرنے کی گنجائش نہیں (اح اختصار آت)

دیکھو خطا و مجز کو صاف دو صورتیں متقابل قرار دیا اور وہ فرق مشقت کا قول صرف صورت خطا میں ذکر  
کیا صورت مجز میں اس فقرے کا اضافہ نام نہ لیا بلکہ سن و ص و د و ذ کی مثالوں سے صحت و مشابہ صورت و  
غیر مشابہ دونوں کا یکساں حکم ہونا مراد ظاہر فرمادیا تو بحالت مجز منضوب و مندوب بلکہ بالفرض مشکوک منضوب  
سب کو قطعاً ایک حکم شامل اور ص و د و ذ صرف کا فرق باطل۔

تھم ہا کہ نہ ظاہر طائفہ جدیدہ کی قصیدیت پر نظر ہوتی نہ والی حوام پر نہ اقوال علماء میں فرق مجز و  
خطا و مجز پر اور باتین بعض علماء نے متاخرین ارشاد اقدس اصل امر مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحیح و مختار  
جمہور محققین بھی پسند نہ آیا یہ سب مسلم متاخرین کا صرف ایک ہی قول فقرہ مشقت نہ تھا متعدد اقوال تھے از انجملہ  
امام قاضی ابوالعزم و امام محمد بن متقال و امام تھمیل زاید و غیر ہم اکابر اجداد کا قول بہت باقوت تھا جس پر امام زاید نے  
قوی دیا، امام محمد بن صاحب حر و لائل نے اس کی حراۃ، الصاوی و غیرہ حرام میں مختار بنایا، و جہز کو ردی  
و ہندیہ و غیرہ میں احتیال و احوال فرمایا کہ یہ سب جہادات زیر امر چارم گزیریں یعنی اگر خطا ایک حرف کی جہد  
دو سراز باقی سے نکل گیا یا قیر نہیں جانا تو نماز فاسد نہیں، اس قول میں مشقت و غیرہ کا کچھ فقرہ نہ تھا و جہد  
خطا یا عدم قیر پر حکم ہے اس تقدیر پر واجب تھا کہ خطا کا ایک حال بولہ بحال عدم قصد صحت نماز پر فخری دیا جاتا  
گوئی کہ فقہی نظر موجب ہوئی کہ قول متاخرین ہی لینا تھا قرین قول جلیل دیا ہمارے حالانکہ اس کی قوت جلیلہ شانے  
دارد، پھر جس محصلت کے لئے قول امر متقدمین سے عدول ہوا یعنی حرام پر آسانی، وہ بھی اسی میں آئم و انید،  
ہاں اگر منقذ ہی یہ ہو کہ وہ یا غیر قطعی نہ ہوئے کے برادر ای مصطفیٰ کی نماز میں درست پائی اور عوام اہلسنت کی نماز میں  
برباد جائیں، اس لئے وہ قول فقرہ اختیار کیا تو اختیار ہے۔

در ہم جگہ یہاں ایک اور قول باقوت تھا جسے امام ابو العازم صفار و امام محمد بن مسلمہ و غیر ہا اجداد نے  
اختیار فرمایا اور بہت مشائخ نے اس پر فتویٰ دیا کہ نظر علم بلوی پر ہے جہاں ابتلائے عام پر صحت پر فتویٰ دینے  
اسی شای میں ہیں تھا،

وفي الناموس خاتمة عن المعادى حكى عن  
الصفاس انه كان يقول الخطاء اذا دخل في  
الحروف لا يفسد لان فيه بلوى عامة الناس  
لانهم لا يقيمون الحروف الا بمشقة ۱  
وفيها اذا لم يكن بين الحرفين اتحاد المخرج  
ولا قرينة الا ان فيه بلوى العامة لا تفسد  
عند بعض المشائخ ۲ مقتضاهما وقد مر  
تمامه -

عليه میں ہے ،

قال بعضهم لا تفسد منهم احوال القاسم  
الصفاس ومحمد بن سلوة وكثير من  
المشائخ افتوا به لصورة البلوى فانس  
النوامس لا يفسد حروف من الحروف ۳

ناموس خاتمہ میں معادی سے منقول ہے کہ امام صفار کہا کرتے  
تھے کہ حروف میں خطا ہو جائے تو نماز سراسر نہیں بنی کیونکہ  
اس میں حوام الناس کو شدید ضرورت ہے  
کیونکہ وہ مشقت کے بغیر ان حروف کو ادا نہیں کر سکتے  
۱۔ اسی میں ہے جب دو حرفوں کے درمیان اتحاد  
مخرج اور قرب مخرج نہ ہو البتہ اس میں غم بلوی ہو تو  
بعض مشائخ کے ہاں نماز فاسد نہ ہوگی اور اختلاف  
اور تمام جہات پہنچے گزر چکی ہے۔ دت،

بعض علماء نے کہا کہ نماز فاسد نہیں ہوگی، انہی میں  
سے شیخ ابراہیم الصفار اور محمد بن سلیمان، اور  
کثیر مشائخ نے ضروریات عامہ کی بنا پر اسی پر فتویٰ  
دیا ہے کہ نہ حوام مجاز حروف سے واقفیت  
نہیں رکھتے۔ دت،

اس قول پر تو صرف عکس مراد ہوتا تھا۔ یہاں خلاص طائفہ قلیل ذلیلہ باہر پڑتے ہیں اور دیا  
مشابہہ میں عام ابتلا خود انہیں فتوے سے سائل نے نقل کیا کہ ایک بلا عام اس زمانے میں یہ ہو گئی ہے کہ  
حن کو بصورت پڑتے ہیں اب تو لازم تھا کہ ان ظاہریوں نہویوں کے بھائیوں کی نماز فاسد کرتے اور عام  
عوام کی نماز صحیح الحمد للہ ثلاث عشرة کاملہ وقد بقى خبايا في هذا ولولا هذه المسائل او صح  
بالاجمال لا يتناها تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے یہ دس کامل دلائل مکمل ہیں، ابھی کچھ دلائل  
نفا کے گوشے میں رہ گئے ہیں اگر سائل نے اجماع دیکھنے کا نہ کہا ہوتا تو ہم ان کا بھی تذکرہ کر دیتے۔ ت، یہاں  
تک ان فتوے کی حالتیں ظاہر ہو گئیں اور یہ بھی کہ وہ اس طائفہ حادثہ کو مفید اصلاً نہیں اور مسئلہ میں صرف اس  
کا جواب دیکھنا نافع خاص اس حرف میں کیوں ہے کل اور عوام اہل سنت کے جہلا کا علم حن کا دشوار ترین

حروف ہونا تو بڑا ہذا نہ ہے سمجھنے میں وہ علماء ادبیہ جہلاً پر یا برعکس فرق یہ ہے کہ ہمارے عوام نے معاذ اللہ کلام اللہ و تحریف حروف منزل من اللہ کا قصد نہ کیا وہ یہی چاہتے ہیں کہ جو حرف یہاں اللہ عزوجل نے اتارا ہے اسی کو پڑھیں اسی کا ارادہ کرتے اسی کی نیت رکھتے اور اپنے زعم میں یہی سمجھتے ہیں کہ یہ حرف جہاں تک ہم سے ادا ہو سکتا ہے اس کی یہی آواز ہے مگر علمائے دہلیہ کو کہاں تاب کہ بجز جمل کے طے نہیں موقوف و شماروں کی کشاکش میں رہیں وہاں تو مذہب کی بنا ہی آرام پروری ہے۔ تراویح کی آٹھ، وتر کی ایک رکعت میں قسمت سے انھیں اوروں کے قول مل گئے وہ نہ اصل مقصود ہی آرام نفس ہے۔ جائز اٹھتا ہے تکبیر کو، جماعت میں انزال نہ ہو غسل نہ کرو، سال دو سال حیات کی غرض آئے عورت کا نکاح کر دو، تین طلاقیں ایک مجلس میں کہیں بے حوالے کجھ، چھ چیز کے حرام سب میں سود رہا، خون و مردار وغیرہ وہ ایک چیز ہی ناپاک باقی تمام اشیاء حتیٰ کہ شراب بھی طہر۔ بے ہنگام فرشتہ کوڑے سے خود اپنی بیٹی رضاعی، سوتیلی، خاں سب حلال بلکہ سستی ٹھوپی کے لئے بھی یہی خیال۔ اتنا ہے آرام طلبی یہ کہ دھرم میں سر سے عذر و شمار اور یہی سے مسیح کرو، مرنی سنہ و تقالی نے و احسوا سر و دست کو فرمایا تم جہاں تک کجھ تو وہ تو شکل یہ ہے کہ ہاتھوں کے لئے حکم غسل آیا اور ان کے دھولے سے استغنین و عذر و شمار کہ پیچھے بھی بیگے اور کپڑا بھی تو نہ انھیں ابد تک کی جگہ آستین تک مائل کیا و شمار تھا، یہاں ایک غیر متعلقہ صاحب کا قول قصاص جو تم نے نہیں میں آپ دوستوں نے لکھا یہ بنا۔ یہ تو بڑا حسین بیب آگے آئی تلخ پر ہاتھ مار کر منہ پر پھیرنے اور چار پانی پر بیٹھے جیتے و درگتیں پڑھیں اور لحاف میں ڈبک رہے۔ مسلمان تو کبیر تسبیح و اہل کے منی کچھ یعنی جب چار پانی پر رکھا ہوا گھڑا نہ ملے تو تلخ پر ہاتھ مار لو اگر جو نام کو منی نہ خواہ نہ تکرار کو مرض نہ آزار، دلاول و قوۃ القابانہ اواسد القنار۔ یوں بھی جبکہ وہ قصدی تحریف سے ماوراء حجاز یا حمل یا خطا کی قصیف، تو دبی اسق ہا نکار ہے اور عوام کا اس کے علمائے عالم ہونا واضح و آشکار، اصل اس قدر ہے کہ اگر افراط و تفریط واجب الخذر۔ یہ جواب امور مستولہ ہے اور اس مسئلہ خاص میں حق تحقیق حقیق یا مقبول و مطر حقیق اکابر قولاً یہ ہے کہ مرنی عزوجل و تبارک و تعالیٰ نے قرآن عظیم اتارا اور وہیں بکہ اللہ اس کے علم و معنی دونوں سے مستعد کیا ہر مسلمان پر حق ہے کہ آستین اترتا دیکھا ہی ادا کرے، حروف کی آواز نہ ملنے میں بشمار جگہ الفاظ معلوم رہتے یا معنی کچھ سے کچھ بوجہ جاتے ہیں یہاں تک کہ معاذ اللہ کفر و اسلام کا فرق نہ ہو جاتا ہے تو ان صحیح سے جو معنی تھے ایمان تھے امد بدلنے پر جو پیدا ہوئے ان کا اعتقاد صریح کفر و معاذ اللہ وہ کلام اللہ کر تکبر ہوا، آئی کل یہاں عوام بلکہ کثیر بلکہ اکثر خاص نے اس امر خطیر میں بدانتہا جہل پر والی اپنا شمار کر لی فقیر نے مجلس خود مولوی صاحبوں، اصحاب و حفظ و دروس و فتویٰ کو خاص غیایت میں بر ملا پڑھتے سنتا قل هو اللہ احد حالانکہ ہرگز نہ اللہ نے اھد فرمایا نہ ایمان و علی علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اھد سپنایا نہ صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اھد پڑھایا پھر یہ قرآن کیونکر بولنا حد کے معنی ایک کیسے



شرکیہ نظریے پاک نرا اور اھد کے معنی معاذ اللہ بڑول کمزور فی القاصوس الالھد الجبان مراد فی مساج  
الھدوس الضعیف (قاصوس میں ہے الالھد بڑول ، قاصوس العروس میں کمزور کا اضافہ کیا ہے ۔ ت)

بہیں تغلات رہا زکباست بجھا

(ان میں بڑا فرق ہے یہ کہاں اور وہ کہاں)

لاحرم اس قدر جو یکہ حرف و دوسرے سے معاذ اور تبدیل و تبلیس سے احتراز ہو ہر مسلمان پر لازم ہے صحیح معانی و  
اقتادہ حروف کا اہتمام فرض مقرر علماء کے متاخرین کا فتویٰ معاذ اللہ پر وائے پروائی نہیں کہ قرآن کو تکمیل نہ کہ  
اور خلاف ما انزل اللہ جو بھی میں آئے پڑ لینا مناسب باوصفت تہذیب و تمدن کرنا اور اس امر ہم کو ہلکا  
بھٹنا غلط خوانی قرآن پر مجھے رہنا کون جائز کہے گا ، اس سہل انگاری کی ایک نظیر سن چکے آئے کہ احمد ماننا میں  
اسلام اور معاذ اللہ اھد کہنا صریح و شتام ، مانا کہ ہمیں قصیدہ شتام نہیں پھر اس سے کیا ہو کہ غور سے نہ گئے  
بات کی شناعت کیا جاتی رہے گی ، تعریف کیجئے اور اسی کا قصہ ہو کہ غلطہ و غلطیں جو صریح ذم ہوں کیا سنا کر تو یہ  
اسے حلال بنا گئے ہیں ، کلا ، واللہ ، حادثہ صبیحہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ،

اذا نفس احدکم و هو یصلی فلیوقف حسیق  
یذہب عنہ انشور فان احدکم اذا صلی  
و هو ناہس لا یدری نعلہ یذہب لیستغفر  
فیسب نفسہ ۔ مرواۃ مالک و البخاری و  
مسلم و ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجہ  
عن اہل المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت  
کیا ہے ۔

جب او گھٹتے ہیں نماز سے منع کیا کہ احتمال ہے شاید اپنے لئے دعا سے بدل چلے اگر قصیدہ دعا سے تو خود  
جانتے ہیں خود اللہ عز و جل کی شان میں سخت گستاخی کا کلمہ نہ فقط احتمال بلکہ تجویز بار بار ماننے سے نکالنا کیونکر ہو گا ، را  
ہو سکے اگر قصیدہ مانا ہے ۔ اتقائے شریت میں ہے ،  
عن الھدات تجوید القرآن و هو اخطار  
تجوید قرآن اہم امور میں سے ہے اور وہ حروف کو

لے تاج العروس شرح قاموس فصل الحار من باب الذالی مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۴۴/۶  
لے ترمذی و امام مالک ماجار فی صلوۃ القلیل  
صحیح بخاری باب الرض من الترمذ  
میر محمد کتب خانہ کراچی  
قدیمی کتب خانہ کراچی  
ص ۱۰۰  
۳۴/۱

المعروف حقوقها وورد المعرف الى مغربها  
 واصلہ ولا شك ان الامة كما هم متعبدون  
 بفهم معاني القرآن واقامته ودلائلهم  
 متعبدون بتبصير الحقائق واقامته  
 حروفه على الصفة المتلقة من ائمة  
 القراءة المتصلة بالحضرة النبوية وقد  
 عد العلماء القراءة بغير تجويد لمخالفة لها.

ان کے حقوق دینا اور ہر حرف کو اس کے مخارج اور اصل  
 کی طرف لٹانا ہے، بلاشبہ امت مسلمہ جس طرح  
 معانی قرآن کے فہم اور حدود قرآنی کے فہم ان میں  
 پابند ہے اسی طرح وہ قرآن کے الفاظ کی تعصیل اور انھیں  
 اسی طریقت و صفت پر ادا کرنے کی بھی پابند ہے جس  
 طرح ان کو قرأت کے ائمہ نے ادا کیا جن کا سلسلہ سند  
 نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہے اور علمائے  
 نے بغیر تجوید کے قرآنی پڑھنے کو مل قرار دیا ہے غرضلات

دیکھ کیسی تصریح ہے کہ علمائے کرام قرأت بے تجوید کو بھی بتاتے ہیں اور احسن الفتاویٰ فتاویٰ بزاز میں فرمایا  
 ان الملحن حرام بلامخلاف<sup>۱</sup> یعنی سب کے نزدیک حرام ہے۔ ولہذا لا بد من تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی سے  
 کوئی حرف غلط ادا ہوتا ہے تو اس کی تعصیل و تعلم میں اس پر کوکوش واجب، اگر کوکوش نہ کرے گا معذور نہ دیکھیں گے  
 اور نماز نہ ہوگی، بلکہ مجبور علمائے اسی کی کوئی حد مقرر نہ کی اور حکم دیا کہ تا عمر شبانہ روز ہمیشہ حمد کے جائے کبھی  
 اس کے ترک میں معذور نہ ہوگا، یہی قول امام ابراہیم ابن یوسف و امام حسین بن علی کا ہے جیسا میں اسی کو  
 مختار الفتویٰ فرمایا، غائیہ و خلاصہ روح القدر و مرآۃ المفلاح و فتاویٰ التجدد و جامع الزمزم و در مختار و رد المحتار  
 وغیرہ میں اسی پر جزم کیا، علامہ ابن اسحق نے اسی کو محروم بتایا، علامہ ابراہیم علی نے فقہ میں اسی کو مستند فرمایا،  
 اگرچہ امام برہان محمود نے ذخیرہ میں اس کو مشکل بتایا، امام ابن امیر الحاج نے اسی پر تعمیل کی، علامہ خطاوی نے  
 حاشیہ مرآۃ المفلاح میں اسی طرف میل کیا کما بینا مکمل ذلك في فتاونا جیسا کہ یہ سارے کا سارا ہمارے  
 فتاویٰ میں بیان کیا گیا ہے، لکن نہ کہ جائز کہ جہد و سعی بالاسے طاق ہر سے سے حرف منزل من القصد ان کا  
 قصہ ہی نہ کریں بلکہ علمائے متروک و مجبور اور اپنی طرف سے دوسرا حرف اس کی جگہ قائم کر دیں ہذا اصحاب  
 لا یبیحہ شیخ و کلا دین و الہیاء باللہ صواب العالَمین (شرعیات اور دین اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتے  
 اللہ تعالیٰ کی پناہ جو تمام جانوں کا پالنے والا ہے۔ ت)

فقیر کتاب ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ بعد اس کے کہ عرض تحقیق مستقر ہو چکا کہ قرآن فہم و معنی جیسا بلکہ نظم و ال





پھر ایسی حالت میں عند الانصاف اکثر اکی صفات خواہ اشتباہ اصوات کسی کی تخصیص نہیں ہو سکتی کہ براہ مجزیہ  
 اختیار کی نہیں اور غیر اختیاری پر حکم جاری نہیں کیا قد منافی جعل الاتراک الحاد خاد و عوام معصو العاصی الشامی  
 العاقب ھمزہ (جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا کہ ترک لوگ حاکم و کفار اور علما و مشائخ کے زمانہ کے لوگ ق کو ہمزہ بنا دیتے ہیں  
 واضح ہوا کہ یہ طائفہ جدیدہ جس نے قصد انصاف پڑھنا ٹھہرا لیا ان کی نماز تو باجماع ائمہ متقدمین و اتفاق اقوال  
 نہ کر رہے تھے غریب کہیں ولا الضالین تک نہیں پہنچے پاتی پہلی ہی رکعت میں مضروب کی جگہ مضروب پڑھا اور نماز  
 رخصت ہوئی اب افعال بے معنی کئے جاؤ۔ اسی طرح اگر کوئی جاہل حرف منزل خود کا قصد نہ کرے بلکہ خدا اس  
 کو وال خواہ کوئی حرف پڑھنا ٹھہرا لے اس کی نماز بھی مضروب سے آگے نہ چلے گی تعلیم حرف و طریق ادا و قصد صحیح  
 بقصد قدرت ہر شخص کو لازم ہو چکا اور ہر افتویٰ سیر صحت پر حاکم۔

نسأل الله تيسير كل عسير انه وليه وعليه  
 قد يروى عن النبي صلى الله تعالى على البشير والتذير  
 والله وحجبه۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں وہ ہر مشکل کو آسان  
 فرمادے کہ نہ ہو وہی مالک ہے اور اس پر وہ قادر  
 ہے، اللہ کی رحمت نازل ہوں اس ذات اقدس پر  
 جو البشیر و نذیر ہے آپ کی آل اور اصحاب پر بھی۔ (ت)

بالجملہ عمدتاً یا واد و قوں تمام اچھے قصد کرے کہ بچائے حق خط یا د پڑھوں گا ان کی نماز بھی تمام  
 فائز تک بھی نہ پہنچے گی مضروب مضروب کہتے ہی بلاشبہ فاسد و باطل ہو جائے گی اور جو حرف منزل ہی کا  
 قصد نہ کرتا اور اسی کو ادا کرنا چاہتا ہے پھر اگر ایسی جگہ غلطی پڑے جس سے معنی نہ بدلے تو نماز فاسد نہ ہوگی  
 اور اگر معنی بدل گئے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ شخص ادا سے حرف پڑھا درتھا براہ لغزش زبان یا پہلے  
 یا سہواً زبان سے نکل گیا تو ہمارے مذہب سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ و محدث مذہب سیدنا امام محمد  
 رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک نماز مطلقاً فاسد، اور اگر یہ بدلا ہو اگر قرآن مجید میں نہیں تو امام ابو یوسف  
 رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی اتفاق ہو کہ اگر اجماع ائمہ متقدمین کہ نماز باطل ہے اور متاخرین کے اقوال کثیرہ و  
 مضروب ہی۔